ماہنامہ

النجم

خصوصی شمارہ

اسلام بمقابلہ اسلامی تاریخ

اگست 2026

ایڈیٹر : ابو حیان سعید

اسلام بمقابلہ اسلامی تاریخ:
ایک فکری و منہجی انقلاب

یہ تحریر کسی جذباتی روایت کو بچانے کی کوشش ہے اور نہ ہی معذرت خواہانہ دفاع۔ یہ ایک سخت اور بے باک علمی موقف ہے جس کی بنیاد منطق، عقلِ سلیم اور طریقہ علم پر ہے۔
ہمیں سب سے پہلے اس بنیادی مغالطے کو منہدم کرنا ہوگا جو صدیوں سے جاری ہے:

اسلام اور اسلامی تاریخ ایک چیز نہیں ہیں۔
اسلام: ایک وحیاتی متن (قرآنِ مجید)، عقلِ سلیم اور بدیہی اخلاقی اصولوں کا نام ہے۔

اسلامی تاریخ: انسانوں کا عمل، سیاست، اقتدار کی جنگیں، بشری کمزوریاں اور مفادات کا کھیل ہے۔
جو شخص اسلامی تاریخ کے ہر سیاہ و سفید واقعے کو "اسلام" کہہ کر بچانے کی کوشش کرتا ہے، وہ درحقیقت خدا کے دین کو انسانوں کی ناکامیوں کا یرغمال بنا دیتا ہے۔ یہ تحریر اسی یرغمالی بیانیے کے خلاف ایک اعلانِ جنگ ہے۔

خبر بمقابلہ حقیقت: تاریخ نویسی کا زوال
کسی بھی علم کی عمارت تین بنیادی سوالوں پر کھڑی ہوتی ہے:
1. **ماخذ کیا ہے؟**
2. **ماخذ تک رسائی کیسے ہوئی؟**
3. **ماخذ کو پرکھنے کا معیار کیا ہے؟**

قدیم روایتی کذاب مورخین چاہے وہ طبری ہوں، واقدی ہوں یا ابنِ اسحاق انہوں نے خود اپنے مقدمات میں اعتراف کیا ہے کہ انہوں نے صرف "سنی سنائی باتیں" اور "خبریں" نقل کی ہیں، وہ ان کی سچائی یا معقولیت کی ضمانت نہیں دیتے لیکن اپنی شیطانی حرکتوں سے باز نہی آئے۔

علمی حقیقت:

جو مواد خود اپنی تحقیق اور عقل سے دستبردار ہو جائے، وہ "تاریخ" نہیں بلکہ قصہ گوئی (Folklore) ہے۔ اگر آپ کا ڈیٹا بنیادی طور پر ناقابلِ اعتماد اور راویوں کی داستانوں پر مبنی ہے، تو اس سے نکلنے والا نتیجہ صرف فکری کوڑا ہی ہو سکتا ہے۔

قرآنی نصوص اور منطقی محال (Logical Impossibility)

مذہبی بیانیے میں تاریخ کے بڑے مفروضہ واقعات **(سقیفہ، جمل، صفین، کربلا)** کو جس انداز میں پیش کیا جاتا ہے، وہ ایک صریح منطقی تضاد پیدا کرتا ہے۔

قرآن کا قطعی اعلان: اللہ تعالی نے صحابہ کرام کو آپس میں رحمدل، تقویٰ کا اہل اور باہمی الفت رکھنے والا قرار دیا ہے اس کی بنیاد قرآنِ مجید کی ان قطعی اور صریح آیات پر ہے:

1. آپس میں رحمدل ہونا

مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں، اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت اور آپس میں ایک دوسرے کے لیے نہایت رحمدل ہیں۔"

(سورۃ الفتح، آیت: 29)

2. تقویٰ کے اہل ہونا

وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا

ترجمہ: "اور اللہ نے ان پر تقویٰ کی بات کو لازم کر دیا اور وہی اس کے سب سے زیادہ حقدار اور اس کے اہل تھے۔"

(سورۃ الفتح، آیت: 26)

3. باہمی الفت اور دلوں کا جڑا ہونا

وَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ ۚ لَوْ أَنفَقْتَ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا مَّا أَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوبِهِمْ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ أَلَّفَ بَيْنَهُمْ

ترجمہ: "اور اللہ نے ان کے دلوں کے درمیان الفت پیدا کر دی۔ اگر آپ زمین میں جو کچھ ہے سب خرچ کر دیتے تب بھی ان کے دلوں میں الفت نہ ڈال سکتے، لیکن اللہ نے ان کے درمیان الفت ڈال دی۔"

(سورۃ الانفال، آیت: 63)

مفروضہ تاریخی داستانیں:

انہی نفوس کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا، ایک دوسرے پر تلواریں سونت لینے والا ، ایک دوسرے پر تبراَ کروانے والا ، بغاوت کرنے والا اور سازشیں بننے والا دکھاتی ہیں۔

یہاں کسی تیسری تاویل کی علمی گنجائش نہیں بچتی۔ معاملہ بالکل صاف ہے:

یا قرآن کا بیان غلط ہے (معاذ اللہ)، یا پھر یہ تاریخی داستانیں جھوٹی ہیں۔

چونکہ قرآنی نص قطعی اور برحق ہے، لہٰذا یہ ہزار سالہ تاریخی ڈرامے اور قصے جھوٹ اور گھڑے ہوئے افسانے ثابت ہوتے ہیں۔

مستشرقین اور الحاد کی سپلائی چین

اسلام پر حملہ کرنے والے مستشرقین اور دیسی ملحدین قرآن پر حملہ نہیں کرتے، بلکہ وہ انہی "مسلم مورخین" کی لکھی ہوئی تاریخی روایات کو ہتھیار بناتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے منسوب غیر اخلاقی، غیر معقول اور متضاد باتیں قرآن میں نہیں ملتیں . یہ تمام مواد روایتی مورخین اور داستان گو راویوں کی فراہم کردہ داستانوں سے آتا ہے۔

مذہبی طبقہ انہی روایات کو "ایمان" بنا کر پیش کرتا ہے، اور یوں وہ نادانستہ طور پر الحاد کو مواد فراہم کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔

حتمی فیصلہ الگورتھم

اس علمی و منہجی تجزیے کے بعد ہم درج ذیل اصولوں کو حتمی طور پر الگورتھم قائم کرتے ہیں:

1. **اسلام صرف اور صرف قرآن، عقلِ سلیم اور بدیہی اخلاق کا نام ہے۔**
2. **صدیوں بعد مرتب کی گئی روایتی تاریخ دین کا ماخذ یا حجت نہیں ہے۔**
3. **روایتی تاریخ نویسی کو عقل اور قرآن پر فوقیت دینا فکری بزدلی اور خودکشی ہے۔**
4. **جو شخص داستان گوئی اور تاریخی افسانوں کو ایمان کا ستون بناتا ہے، وہ خود الحاد کی آبیاری کر رہا ہے۔**

اگر اسلامی تاریخ کی تمام نمایاں اور بنیادی کتب کو اس 4 نکاتی الگورتھم (قرآن، عقلِ سلیم، بدیہی اخلاق، اور تاریخ کی غیر حجیت) کی کسوٹی پر پیش کیا جائے، تو ان کتب کی حیثیت، مواد اور تعبیر میں درج ذیل بنیادی تبدیلیاں آتی ہیں:

1. تاریخِ طبری (تاریخ الرسل والملوك — ابنِ جریر الطبری)

روایتی حیثیت: اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا اور بنیادی مآخذ، جس میں ابتدائی تین صدیوں کی روایات جمع کی گئیں۔

الگورتھم کے تحت:

استرداد (Filtering): طبری میں موجود عجیب و غریب قصے، غیر عقلی داستانیں، اور وہ روایات جو انبیائے کرام یا صحابہ کے اخلاقی کردار کو مجروح کرتی ہیں، مکمل طور پر ساقط ہو جاتی ہیں۔

نتیجہ: طبری "دینی حجت" کے بجائے محض ایک بے ترتیب انسانی آرکائیو بن جاتی ہے، جس کے صحیح اور غلط کا فیصلہ عقل اور قرآن کا مرہونِ منت ہے۔

2. سیرتِ ابنِ ہشام / ابنِ اسحاق (السيرة النبوية)

روایتی حیثیت: سیرتِ نبوی کا قدیم ترین روایتی خاکہ۔

الگورتھم کے تحت:

استرداد: وہ تمام واقعات (مثلاً معجزات کی مبالغہ آمیز داستانیں، غیر انسانی جنگی اقدامات کی طرف منسوب روایات) جو قرآنی اخلاقیات اور عدل سے متصادم ہیں، خارج قرار پاتے ہیں۔

نتیجہ: سیرت کا وہ پہلو ہی باقی رہے گا جو قرآنِ مجید کے بیان کردہ اسوۂ حسَنہ اور عقلی و اخلاقی مسلمات کے عین مطابق ہو۔

3. الطبقات الکبریٰ (ابنِ سعد)

روایتی حیثیت: صحابہ، تابعات اور راویوں کے احوال و سوانح کا عظیم ذخیرہ۔

الگورتھم کے تحت:

استرداد: شخصیات کی تعریف یا مذمت میں بیان کردہ فرشتہ صفت یا مبالغہ آمیز داستانیں رد کر دی جائیں گی۔

نتیجہ: اس کا استعمال صرف انسانی و سماجی سوانح کے مطالعے تک محدود رہے گا. کسی شخصیت کی تاریخی روایت کو "ایمان کا حصہ" نہیں بنایا جائے گا۔

4. البدایہ والنہایہ (ابنِ کثیر)

روایتی حیثیت: تخلیقِ کائنات اور انبیائے کرام کے قصص سے لے کر فتنوں اور علاماتِ قیامت تک کی جامع تاریخ۔

الگورتھم کے تحت:

استرداد: اسرائیلیات (اہلِ کتاب کی داستانیں)، غیر عقلی غیبی پیشگوئیاں، اور داستان گوئی پر مبنی قصے اس فلٹر سے خارج ہو جائیں گے۔

نتیجہ: غیبیات کے لیے صرف قرآن پر اکتفا ہوگا، اور تاریخی حصّہ محض ایک محدود بشری ریکارڈ کے طور پر دیکھا جائے گا۔

5. الکامل فی التاریخ (ابنِ اثیر) و مروج الذہب (مسعودی)

روایتی حیثیت: خلافت، سلاجقہ، اور سیاسی و معاشی حالات کی جامع تاریخیں۔

الگورتھم کے تحت:

استرداد: سیاسی کشمکش میں مذہبی رنگ بھرنے والی روایات اور جبریت کے نظریات کو رد کیا جائے گا۔

نتیجہ: یہ کتب صرف سیاسی اور تحریکی تاریخ کا انسانی دستاویز رہیں گی۔

اس فکری الگورتھم کو تمام روایتی کتبِ تاریخ پر نافذ کیا جائے، تو ان کا حتمی نتیجہ اور علمی جائزہ درج ذیل ہوگا:

اسلامی تاریخ کا تمام تر روایتی سرمایہ چاہے وہ ابنِ جریر الطبری کی **تاریخ الرسل والملوك** ہو، ابنِ اثیر کی **الکامل فی التاریخ**، یا ابنِ کثیر کی **البدایہ والنہایہ** اس الگورتھم کے سامنے آتے ہی اپنے مقدس اور دینی مرجع ہونے کی حیثیت کھو دیتا ہے۔ روایتی تاریخ نویسی میں مؤرخین کا بنیادی اصول یہ رہا کہ انہوں نے ہر قسم کی سن گون، راویوں کے سلسلوں اور اپنے دور کے سیاسی و مذہبی رجحانات کے تحت ملنے والی تمام تر روایات کو بلا تفریق و تنقید جمع کر دیا۔

جب اس مواد کو قرآن، عقلِ سلیم اور بدیہی اخلاقیات کی کسوٹی پر پرکھا جاتا ہے، تو یہ تمام ضخیم کتب "دینی ماخذ" کے خانے سے نکل کر محض ایک غیر چھانٹے ہوئے **انسانی و بشری آرکائیو** کے خانے میں چلی جاتی ہیں۔ طبری جیسی بنیادی تاریخ میں موجود وہ تمام تر قصے، عجیب و غریب مبالغے اور صحابہ یا شخصیات کے متعلق ایسی روایات جو عقل اور قرآنی عدل و تقویٰ کے شایانِ شان نہیں، اس فلٹر کی زد میں آ کر مکمل طور پر ساقط ہو جاتی ہیں۔

اسی طرح سیرت اور مغازی کی قدیم ترین کتب مثلاً **سیرتِ ابنِ اسحاق** اور **سیرتِ ابنِ ہشام** پر جب یہ الگورتھم لاگو ہوتا ہے، تو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا صرف وہی حصہ محفوظ اور قابلِ قبول رہتا ہے جو قرآنی تعلیمات، اسوۂ حسنہ اور انسانی عقلِ سلیم کے عین مطابق ہو۔ وہ تمام داستانیں جو جنگی اقدامات، معجزات یا فیصلے کے حوالے سے قرآن کی انسانیت دوست اور اخلاقی بنیادوں سے تصادم رکھتی ہیں، انہیں تاریخی اختراع اور داستان گوئی قرار دے کر مسترد کر دیا جاتا ہے۔

مزید برآں، **الطبقات الکبریٰ** (ابنِ سعد) اور **مروج الذہب** (مسعودی) جیسی سوانحی و سیاسی تاریخ کی کتب، جو روایتی طور پر شخصیات کے قد و کاٹھ اور مذہبی موقف کی بنیاد سمجھی جاتی تھیں، اب صرف تاریخی و سماجی معلومات کا ایک عام ذریعہ بن کر رہ جاتی ہیں۔ ان کتب میں بیان کردہ سیاسی کشمکش اور باہمی جنگوں کے واقعات کو ایمان یا عقیدے کا معیار بنانا الحاد اور فکری خودکشی کا سبب بنتا ہے، کیونکہ ان روایات پر دین کی بنیاد رکھنے سے تضادات جنم لیتے ہیں۔

بالآخر، اس الگورتھم کا اطلاق تمام کتبِ تاریخ کو ان کے اصل اور محدود مقام پر لا کھڑا کرتا ہے: یعنی تاریخ صرف ایک ماضی کا انسانی ریکارڈ ہے جس میں غلطی،

تعصب اور داستان گوئی کا عنصر موجود ہے۔ اسلام کی عمارت کسی تاریخی افسانے یا روایتی تاریخی کتاب پر قائم نہیں، بلکہ قرآنِ مجید کی غیر متزلزل ہدایات، عقلِ سلیم کی 6روشنی اور بدیہی اخلاقی اصولوں پر قائم ہے۔ یوں تاریخ کا ہر ورق اب قرآن اور عقل کا محتاج اور ان کے تابع ہے، نہ کہ قرآن یا عقل تاریخ کی مرہونِ منت۔

یہ تحریر کسی پر تبرآ نہیں، بلکہ فکری بغاوت (Epistemic Revolt) ہے۔ اب بات اور دلائل کا وقت تو گذر ھی چکا ھے لیکن نئ نسل ھی فیصلہ کرے گی کہ اسلام میں "علم" کیا ہے اور "خرافات" کیا ہیں۔

خطِ فاصل: دین اور انسان کی تاریخ دو مختلف حقیقتیں ہیں ۔

رھے نام اللہ کا ۔۔

****

افسانے، پروپیگنڈا اور حقیقت:
ابتدائی اسلامی تاریخ پر جدید سائنسی نقد کا تازیانہ

صدیوں سے مانا جانے والا روایتی تاریخی بیانیہ جس میں لاکھوں کے لشکروں، معجزاتی شجاعتوں اور سیاسی تقدس کو حتمی سچائی کا درجہ حاصل تھا جدید **نقدِ روایت (Source Criticism)** کے سامنے بکھر کر رہ گیا ہے۔ جدید تاریخ نگاری نے یہ بنیادی اصول واضح کر دیا ہے کہ قدماء کی تصانیف (خواہ وہ طبری ہوں، ابن الاثیر ہوں یا کوئی عیسائی مورخ) عدالت کے جج نہیں بلکہ اپنے اپنے نظریاتی مفادات کے وکیل تھے۔ یہ کتابیں تاریخ کا حتمی سچ نہیں بلکہ صرف ایک **خام مال (Raw Material)** ہیں، جسے عقلِ سلیم، لاجسٹکس اور مادی شواہد کے فلٹر سے گزارے بغیر قبول کرنا علمی خودکشی ہے۔

روایتی داستان گوئی پر سائنسی تنقید

جدید غیر مسلم مورخین اور مستشرقین نے روایتی داستانوں کی علمی دھجیاں بکھیرنے کے لیے ان بنیادی پہلوؤں کو نشانہ بنایا ہے:

اعداد و شمار کا لایعقلیت پسندی (فریڈ ڈونر):

عسکری مورخین نے جغرافیائی اور لاجسٹک تجزیے سے ثابت کیا کہ یرموک یا قادسیہ میں لاکھوں کی فوج کی خوراک، پانی اور نقل وحرکت کا دعویٰ سائنسی طور پر ناممکن تھا۔ یہ مبالغہ آرائیاں بعد میں قائم ہونے والی سلطنت کے رعب و دبدبے کو بڑھانے کے لیے گھڑی گئیں۔

ساختیاتی عوامل کو چھپانا (ہیو کینیڈی):

فتوحات کا تمام تر کریڈٹ صرف چند افراد کی معجزاتی شجاعت کو دینا تاریخ کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ اصل حقیقت بازنطینی اور ساسانی سلطنتوں کا اندرونی معاشی، عسکری اور سماجی زوال تھا، جسے روایتی داستانوں میں نظر انداز کر دیا گیا۔

راویوں کی کذابیت اور پروپیگنڈا (جولیوس ویلہاؤزن):

تاریخِ طبری میں فتوحات کے بڑے بڑے عجیب و غریب قصوں کا بنیادی راوی **سیف بن عمر** ہے، جسے خود مسلم علمائے رجال نے "کذاب" اور "جھوٹ گھڑنے والا" قرار دیا۔ روایتی تاریخ اصل میں سیاسی اور قبائلی پروپیگنڈے کا ملغوبہ ہے۔

حق و باطل کا بیانیہ (برنارڈ لوس):

قرونِ وسطیٰ کے مورخین تاریخ کو صرف مذہبی اور نظریاتی جنگ سمجھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی ناکامیوں پر معجزات کا پردہ ڈالتے اور مخالفین کی خوبیوں کو یکسر چھپا جاتے تھے۔

ہم عصر غیر مسلم مآخذ: غیر جانبدار گواہی

اسلامی روایت کی سب سے بڑی علمی کمزوری واقعات کے 100 سے 200 سال بعد ان کی تحریری تدوین ہے۔ اس کے برعکس، ساتویں صدی عیسوی کے عین وسط میں لکھے گئے غیر مسلم مآخذ جیسے **تھامس دی پریسبیٹر (640ء)**، **سیبیوس (660ء)**، **یوحنا الفنکی (687ء)** اور **ڈوکٹرینا جیکوبی (634ء)** تاریخ کا غیر جانبدارانہ خاکہ پیش کرتے ہیں۔

ان تحریروں کی سب سے بڑی طاقت یہ ہے کہ یہ اموی یا عباسی دربار کے سیاسی اثر و رسوخ، اور بعد میں پیدا ہونے والی شیعہ و سنی فرقیاتی کشمکش سے بالکل پاک ہیں۔

مادی شواہد: کاغذ اور روشنائی سے زیادہ وزنی ثبوت

جدید تاریخ نگاری کاغذ پر لکھی ہوئی داستانوں کے مقابلے میں سخت مادی شواہد کو ترجیح دیتی ہے:

آثارِ قدیمہ کی حتمیت:

جو واقعہ یا دعویٰ اس دور کے **سکوں (Numismatics)**، **کتبات (Inscriptions)**، اور **پاپائری (Papyri)** سے ثابت نہیں ہوتا، اسے بعد کے مورخین کا گھڑا ہوا قصہ ہی تصور کیا جائے گا۔ مادی شواہد میں تحریف کا امکان نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے۔

حاصلِ کلام :

تاریخ کوئی مذہبی عقیدہ نہیں بلکہ ایک سائنسی مضمون ہے۔ جدید نقدِ روایت نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ قدیم تاریخی کتابوں کو بلا چون و چرا سچ ماننے کا دور ختم ہو چکا ہے۔

جب تک روایتی داستانوں کو ہم عصر غیر مسلم مآخذ، آثارِ قدیمہ اور عقلِ سلیم کی کسوٹی پر نہ پرکھا جائے، اس وقت تک واقعی تاریخی سچائی تک رسائی ممکن نہیں۔

****

جدید غیر مسلم مورخین اور مستشرقین کا تاریخی داستانوں پر تنقید

اور اسلامی تاریخ کی من گھڑت کہانیاں :

جن غیر مسلم مورخین نے سائنسی اور تنقیدی طریقہ کار (Source Criticism) کے تحت قدیم مسلم و غیر مسلم مآخذ کا موازنہ کیا اور ان کی مبالغہ آرائیوں کو بے نقاب کیا ان کا تذکرہ کرتا ھوں --

فریڈ ڈونر (Fred Donner): شکاگو یونیورسٹی کے پروفیسر اور عسکری مورخ۔ انہوں نے اپنی کتاب **'The Early Islamic Conquests'** میں قدیم اسلامی مورخین کے عسکری اعداد و شمار (جیسے یرموک اور قادسیہ میں دشمن کی لاکھوں کی فوج) کا لاجسٹک اور جغرافیائی تجزیہ کر کے انہیں رد کیا اور ثابت کیا کہ یہ کہانیاں بعد میں سلطنت کا رعب جمانے کے لیے گھڑی گئیں۔

ہیو کینیڈی (Hugh Kennedy): انہوں نے اپنی کتاب **'The Great Arab Conquests'** میں یہ ثابت کیا کہ قدیم مورخین (جیسے بلاذری اور طبری) فتوحات کا سارا کریڈٹ صرف چند قبائلی سرداروں کی انفرادی شجاعت کو دیتے ہیں اور ان مادی، معاشی اور جغرافیائی اسباب کو چھپا جاتے ہیں جن کی وجہ سے بازنطینی اور ساسانی سلطنتیں اندر سے کھوکھلی ہو چکی تھیں۔

جولیوس ویلہاؤزن (Julius Wellhausen):
19 ویں صدی کے نامور جرمن مورخ۔ انہوں نے پہلی بار یہ دریافت کیا کہ تاریخِ طبری میں جو فتوحات کے بڑے بڑے افسانے اور عجیب و غریب قصے ہیں، ان کا راوی **سیف بن عمر** نامی شخص ہے، جسے خود مسلم علمائے رجال نے "کذاب" اور "وضاع" (جھوٹ گھڑنے والا) کہا ہے۔ ویلہاؤزن نے روایتی تاریخ کی چھانٹی کر کے اس کے پیچھے چھپے سیاسی پروپیگنڈے کو الگ کیا۔

برنارڈ لوس (Bernard Lewis): انہوں نے اپنی مختلف تصانیف میں واضح کیا کہ قرونِ وسطیٰ (Middle Ages) کے مورخین، خواہ وہ مسلم ہوں یا مسیحی، تاریخ کو "حق اور باطل کی جنگ" کے طور پر لکھتے تھے، جس کی وجہ سے وہ دشمن کی اچھائیوں کو چھپاتے اور اپنے جرائم یا ناکامیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے جھوٹی کہانیاں یا معجزات کا سہارا لیتے تھے۔

جدید مورخین کی تنقید کا بنیادی اصول کیا ہے؟

ان تمام جدید مورخین کا ماننا ہے کہ قدیم مورخین (چاہے وہ ابن الاثیر ہوں، طبری ہوں یا کوئی عیسائی مورخ) **عدالت کے جج نہیں بلکہ اپنے اپنے نظریات کے وکیل تھے۔** جدید تاریخ نگاری ان پرانی کتابوں کو سچ کا معیار نہیں مانتی، بلکہ انہیں ایک "را مٹیریل" (Raw Material) سمجھتی ہے جس کی سچائی کو ھوش و حواس اور غیر جانبداری سے عقلِ سلیم کے فلٹر سے گزارنا لازمی ہے۔

جدید محققین (Modern Research Scholars) اور عسکری مورخین نے جب جرح و تعدیل کے قدیم اصولوں کو جدید "ماخذاتی تنقید" (Source Criticism) کے ساتھ ملا کر دیکھا، تو انہوں نے **سیف بن عمر التمیمی** اور **محمد بن عمر الواقدی** پر روایات گھڑنے، تاریخ مسخ کرنے اور نظریاتی بددیانتی کے انتہائی سنگین اور سائنسی الزامات عائد کیے۔
ان دونوں راویوں پر جدید محققین کے قائم کردہ مقدمات اور الزامات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ سیف بن عمر التمیمی: "فرضی کرداروں اور نظریاتی پروپیگنڈے کا بانی"
جرمن مورخ جولیوس ویلہاؤزن (Julius Wellhausen) سے لے کر معاصر عرب مورخین تک، سب نے سیف بن عمر کو ابتدائی اسلامی تاریخ کا سب سے بڑا "افسانہ نگار" قرار دیا ہے۔ جدید محققین کے مطابق سیف بن عمر پر درج ذیل الزامات ثابت ہوتے ہیں:
فرضی شہروں، جنگوں اور کرداروں کی ایجاد: جدید محققین (بالخصوص مرتضیٰ العسکری نے اپنی کتاب 'مائۃ صاحب خرافی' / سو فرضی صحاب میں) یہ ثابت کیا کہ سیف بن عمر نے تاریخِ اسلام کے سب سے اہم موڑ (عہدِ عثمانی و علوی) کو اپنے تخیل

سے بدلا۔ اس نے کئی ایسے قبیلے، شہر اور تقریباً **150 کے قریب ایسے فرضی صحابہ اور جنگجو** گھڑے جن کا تاریخ، انساب (Genealogy) اور جغرافیا میں کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ اس کا مقصد اپنے تمیم قبیلے کی جھوٹی عسکری فضیلت قائم کرنا تھا۔
عبداللہ بن سبا کا فرضی سیاسی بیانیہ: جدید سیاسی مورخین (جیسے ڈاکٹر طہٰ حسین) کا کہنا ہے کہ سیف بن عمر نے خلافتِ راشدہ کے آخری عشرے کے اندرونی معاشی و سیاسی بحران، قبائلی عصبیتوں اور گورنروں کی نااہلی جیسے حقیقی اسباب کو چھپانے کے لیے "عبداللہ بن سبا" کے جادوئی کردار کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔ جدید محققین کا الزام ہے کہ سیف نے یہ جھوٹ اس لیے گھڑا تاکہ خلافت راشدہ کے خلاف اٹھنے والی پروپیگنڈہ لہر کو ایک "خارجی یہودی سازش" ثابت کر کے اصل کوفی کرداروں کو بری الذمہ قرار دیا جا سکے۔
جنگِ جمل کا مضحکہ خیز دفاع: جدید عسکری اور سیاسی محققین کے مطابق، سیف بن عمر کا یہ بیانیہ کہ "صحابہ میں صلح ہو چکی تھی لیکن رات کے اندھیرے میں چند سبائیوں نے تیر چلا کر تیرہ ہزار بندے مروا دیے"، ایک شعوری جھوٹ ہے۔ جدید محققین کا الزام ہے کہ اس کہانی کا مقصد عسکری قیادت کی تزویراتی (Strategic) غلط فہمیوں پر پردہ ڈالنا تھا۔

2. محمد بن عمر الواقدی: "تاریخ نگاری میں ہالی ووڈ اسٹائل داستان گوئی"
اگرچہ الواقدی کی کتاب 'کتاب المغازی' دورِ نبویﷺ کے غزوات کا بڑا ماخذ ہے، لیکن جدید عسکری مورخین (جیسے فریڈ ڈونر اور ہیو کینیڈی) نے ان کے اسلوب پر سخت مادی اور تزویراتی اعتراضات اٹھائے ہیں:

مکالمے اور فرضی رومانوی ڈراما سازی: جدید محققین کا الزام ہے کہ الواقدی ایک مورخ کے بجائے ایک "ڈراما نویس" تھے۔ انہوں نے رسول اللہﷺ اور صحابہ کے درمیان ہونے والے ایسے تفصیلی مکالمے، خطبات اور نجی گفتگوئیں من و عن نقل کیں جن کا اس دور کے ماحول میں ریکارڈ ہونا ناممکن تھا۔ وہ کسی واقعے کو سنسنی خیز اور جذباتی بنانے کے لیے اپنی طرف سے فرضی گفتگو بڑی روانی سے گھڑ لیتے تھے۔

مبالغہ آمیز لاجسٹکس اور دشمن کی تعداد: جدید عسکری لاجسٹکس کے ماہرین کا الواقدی پر سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ وہ فتوحاتِ شام اور غزوات میں دشمن کے

لشکروں کی تعداد کو لاکھوں میں بیان کرتے ہیں (مثلاً جنگِ موتہ میں 2 لاکھ کا رومی لشکر)۔ جدید مورخین نے جغرافیائی اور معاشی حقائق سے ثابت کیا کہ اس دور کے شام اور صحرائی علاقوں میں اتنی بڑی افواج کا لاجسٹک نظام قائم رکھنا ناممکن تھا ۔الواقدی نے یہ مبالغہ آرائی صرف مسلمانوں کی عسکری ہیبت بڑھانے کے لیے خود سے گھڑی۔

زمانے کا تضاد: جدید مآخذاتی تنقید کے ماہرین کا کہنا ہے کہ الواقدی اپنے دور (عباسی عہد) کے فقہی، سیاسی اور انتظامی اصطلاحات کو اٹھا کر دورِ نبویﷺ اور عہدِ صدیقی کے واقعات پر چسپاں کر دیتے تھے، جو کہ ایک سنگین علمی بددیانتی اور جھوٹ ہے۔

حاصلِ موازنہ:

جدید محققین کے نزدیک **سیف بن عمر** ایک **سیاسی اور نظریاتی جعل ساز** تھا جس نے مسلکی اور قبائلی مفادات کے لیے تاریخ کا رخ موڑا، جبکہ **الواقدی** ایک **افسانہ گو کاتب** تھا جس نے تاریخ کو مادی حقائق سے کاٹ کر سنسنی خیز اور افسانوی داستان بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جدید سائنسی تاریخ نگاری ان دونوں کی انفرادی روایات کو آثارِ قدیمہ اور عقلی شواہد کے بغیر قبول نہیں کرتی۔